اسلام کے ابدی اصولوں کے بارے میں قائداعظم کی رائے یہ تھی کہ ان اصولوں کا جواب نہیں، آج تک یہ اصول زندگی میں اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے۔'' (۱)

اسلامی حکومت کا تصور پیش کرتے ہوئے انہوں نے کہا:

''اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہئے کہ اس میں اطاعت اور وفا کیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن حکیم کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں عملاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ پارلیمان کی نہ کسی اور شخص، یا ادارہ کی، قرآنِ حکیم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کر سکتے ہیں، اسلامی حکومت دوسرے معنوں میں قرآنی اصول اور احکام کی حکمرانی ہے۔'' (۲)

آئین پاکستان کے بارے میں ایک انٹرویو میں آپ نے کہا:

''پاکستان کا آئین ابھی آئین ساز اسمبلی کے ہاتھوں تیار ہونا ہے مجھے معلوم نہیں کہ اس آئین کی آخری شکل کیا ہو گی لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ جمہوری انداز کا ہو گا جس میں اسلام کے اہم اصول ہوں گے ان اصولوں کا آج بھی عملی زندگی پر ویسا ہی اطلاق ہوتا ہے جیسے کہ تیرہ سو سال قبل۔ اسلام اور اس کی مثالیت نے ہمیں جمہوریت سکھائی ہے، اس نے ہمیں انسانوں کی برابری، انصاف اور ہر شخص کے ساتھ حسن سلوک کا سبق سکھایا ہے، ہم ان شاندار روایات کے وارث ہیں اور پاکستان کے آئندہ دستور کے واضعین کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے پوری طرح آگاہ ہیں۔'' (۳)

تحریک آزادی کے نصب العین کا تذکرہ کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا تھا:

''ہمارا نصب العین یہ تھا کہ ایک ایسی مملکت وجود میں آئے جس کی آزاد فضاؤں میں رہ کر ہم زندگی بسر کر سکیں، جس کی نشو و نما ہم اپنے نظریات اور اپنی تہذیبی روایات کے مطابق کر سکیں، اور جہاں اسلام کے سماجی عدل و انصاف کے اصولوں کو کسی بھی روک ٹوک کے بغیر پھلنے پھولنے کے

۱۔ ماہنامہ طلوع اسلام، (لاہور: فروری ۱۹۸۹ء)، ص ۷۰۔

۲۔ قائداعظم اکیڈمی کراچی، ملت کا پاسباں، (کراچی: قائداعظم اکیڈمی) ص ۳۳۰۔

۳۔ ایضاً۔ ص ۳۳۳۔

پورے مواقع حاصل ہوں۔" (۱)

۱۱ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کو افسران سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

"قیام پاکستان جس کے لئے ہم گزشتہ دس سال سے جدوجہد کر رہے تھے، خدا کا شکر ہے کہ آج ایک مسلمہ حقیقت ہے، اپنے لئے ایک مملکت قائم کرنا یہی ہمارا مقصود نہیں تھا، بلکہ یہ ذریعہ تھا حصولِ مقصد کا، خیال یہ تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت کے مالک ہوں جہاں ہم اپنی روایات اور تمدنی خصوصیات کے مطابق ترقی کر سکیں، جہاں اسلام کے عدل و مساوات کے اصولوں کو آزادی سے بر سر عمل آنے کا موقع حاصل ہو۔" (۲)

۲۱ر فروری ۱۹۴۸ء کو افواجِ پاکستان سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

"ہم نے پاکستان کی جنگ آزادی جیت لی ہے مگر اسے برقرار رکھنے اور مضبوط و مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے کی سنگین ترین جنگ ابھی جاری ہے، اور اگر ہمیں ایک بڑی قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا ہے تو اس جنگ میں کامیابی حاصل کرنی ہوگی، فطرت کا اٹل قانون ہے "بقائے اصلح" ہمیں خود کو اس نئی آزادی کا اہل ثابت کرنا ہے، فاشیت کے خطرات سے دنیا کو بچانے اور اسے جمہوریت کے لئے محفوظ بنانے کی خاطر کرۂ ارض کے دور دراز حصوں میں جا کر آپ نے میدانِ جنگ میں دادِ شجاعت حاصل کی ہے، مگر اب آپ کو اپنے ہی وطن عزیز کی سرزمین پر اسلامی جمہوریت، اسلامی معاشرتی عدل اور مساوات انسانی کے اصولوں کی پاسبانی کرنی ہے، آپ کو ان کے لئے ہر وقت تیار رہنا پڑے گا۔" (۳)

۲۷ر جولائی ۱۹۴۴ء کو قائداعظم کشمیر سے راولپنڈی جا رہے تھے کہ رات کو آپ نے ڈھیری حسن آباد کے مقام پر عبدالغنی ٹھیکیدار کے ہاں کھانا کھایا، کھانے کی میز پر مسلم لیگ راولپنڈی کے صدر جناب محمد جان بیرسٹر بھی تھے، اس موقع پر بیرسٹر نے قائداعظم سے دستورِ پاکستان کے بارے میں سوال کیا، سر! اگر ہم فرض کر لیں کہ آپ کی موجودگی میں پاکستان بنتا ہے اور آپ اس ملک کے سربراہ بنتے ہیں تو پھر دستور کی شکل کیا ہوگی؟

۱۔ Indian Muslims, A Political History, by : Ram Gopal, Asia Publishing House, Bombay, page - 35. نیز محمد علی چوہدری، ظہور پاکستان، ص ۴۵۱

۲۔ رئیس احمد جعفری، خطباتِ قائداعظم، (لاہور: مکتبہ شعاع ادب ۱۹۶۱ء)، ص ۵۸۲/۵۸۳۔

۳۔ رئیس احمد جعفری، خطباتِ قائداعظم، ص ۶۵۶۔

قائداعظم نے جواب دیا:

''اس کے متعلق پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہونی چاہئے آپ کے پاس تیرہ سو (۱۳۰۰) سال سے دستور موجود ہے۔''

اس پر جناب محمد جان نے سوال کیا اس دستور کو غیر مسلم بھی تسلیم کر لیں گے؟ قائداعظم نے جواب دیا کہ:

''میں قرآن کا بہت بڑا عالم ہونیکا دعویدار تو نہیں لیکن قرآن کا جتنا علم مجھے ہے اسکی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ قرآنی دستور وہ ہے کہ جسکے متعلق غیر مسلم خود کہیں گے کہ یہ ہم پر لاگو کیا جائے۔''

اس پر محمد جان صاحب نے پھر سوال کیا کہ قرآن میں تو شراب ممنوع ہے، کیا پاکستان میں شراب بند ہوگی؟

قائداعظم نے کہا: ''بے شک پاکستان میں شراب پر پابندی ہوگی۔'' (۱)

۲۶ر نومبر ۱۹۴۶ء کو مسٹر بدرالدین سے گفتگو کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا:

مسٹر بدر میرا ایمان ہے کہ قرآن وسنت کے زندہ جاوید قانون پر مبنی ریاست پاکستان دنیا کی بہترین اور مثالی ریاست ہوگی، میں کسی ازم پر یقین نہیں رکھتا، میں اسلام کے کامل نظامِ زندگی پر ایمان رکھتا ہوں، مجھے اقبال سے پورا اتفاق ہے کہ دنیا کے تمام مسائل کا حل اسلام سے بہتر کہیں نہیں ملتا۔ انشاء اللہ پاکستان کے نظامِ حکومت کی بنیاد لا الہ الا اللہ ہوگی اور یہ ایک فلاحی و مثالی ریاست ہوگی۔'' (۲)

۱۹۴۲ء میں وکلاء کے ایک وفد سے الہ آباد میں نواب سر محمد یوسف کی رہائش گاہ پر گفتگو کرتے ہوئے قائد نے وفد کے اس سوال کے جواب میں کہ پاکستان کا دستور کیسا ہوگا؟ اور کیا آپ پاکستان کا دستور بنائیں گے، کہا:

''پاکستان کا دستور بنانے والا میں کون ہوتا ہوں؟ پاکستان کا دستور تو تیرہ سو سال پہلے ہی بن گیا تھا۔'' (۳)

۱۔ سعید راشد، قائداعظم گفتار و کردار، (لاہور: مکتبہ میری لائبریری، فروری ۱۹۸۶ء) ص ۵۱۴، ۵۱۵۔

۲۔ ایضاً۔ ص ۵۱۰۔

۳۔ سعید راشد، قائداعظم گفتار و کردار، ص ۵۱۴۔

۲۵/جنوری ۱۹۴۸ء کو عید میلاد النبی کے مبارک موقع پر کراچی ایسوسی ایشن کے استقبالیہ میں ''شریعت اسلامیہ'' پر تقریر کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا:

''کون کہتا ہے کہ پاکستان کے آئین کی اساس شریعت پر نہیں ہوگی؟ جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ، وہ...... ہیں، ہماری زندگی میں آج بھی اسلامی اصولوں پر اسی طرح عمل ہوتا ہے جس طرح کہ تیرہ سو سال پہلے ہوتا تھا، اسلام نے جمہوریت دکھائی ہے، مساوات اور انصاف کا سبق دیا ہے، لہٰذا اسلامی اصولوں پر عمل کرنے سے ہم ہر ایک کے ساتھ انصاف کر سکیں گے۔''(۱)

۲۱/نومبر ۱۹۴۲ء کو لاہور ٹاؤن ہال گراؤنڈ میں مسلم خواتین کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے پاکستان میں اسلامی عدل و انصاف کے احیاء کے بارے میں قائداعظم نے اپنا نقطۂ نظر یوں بیان فرمایا:

''اتاترک کو بھی ترکی کو زندہ کرنے کے لئے چودہ سال لگ گئے تھے ہم تو دو سو سال کے غلام ہیں، اب ہم آزاد ہونا چاہتے ہیں، اپنی حکومت کرنے کے لئے علاقہ مانگتے ہیں، جس میں ہم اسلامی عدل و انصاف کی تاریخ دہرائیں۔''(۲)

قائداعظم پاکستان میں اسلامی قانون نافذ کرنا چاہتے تھے، مولانا ظفر احمد عثمانی سے اس سلسلہ میں ایک گفتگو کے دوران آپ نے کہا:

''باقی رہا نظامِ اسلام کا مسئلہ تو آپ مطمئن رہیں ذرا مجھے مہاجرین کی طرف سے اطمینان ہو جائے اور اسمبلی کو بھی اطمینان نصیب ہو جائے تو انشاء اللہ بہت جلد دستور پاکستان اصول اسلام کے موافق مرتب ہو جائے گا، میرا خیال ہے کہ پاکستان میں ایک شیخ الاسلام ہوگا جو حکومت پاکستان کو کنٹرول کرتا رہے گا کہ کوئی دستور اور کوئی قانون خلاف اسلام پاس نہ ہو سکے۔''(۳)

قائداعظم کے مندرجہ بالا بیانات سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ وہ پاکستان میں اسلامی نظامِ حکومت کے قیام، اسلامی دستور کی تشکیل اور اسلامی نظام عدل و انصاف کے نفاذ کے خواہاں تھے اور یہی پروگرام تحریک پاکستان کے تمام قائدین کے پیش نظر تھا، قیامِ پاکستان کے بعد قائداعظم جلد ہی رحلت فرما گئے، ان کے انتقال کے بعد ان کے عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا

۱۔ محمد حنیف شاہد، اسلام اور قائداعظم (لندن: انٹرنیشنل اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، ۱۹۹۱ء) ص ۱۱۶۔

۲۔ محمد حنیف شاہد اسلام اور قائداعظم، ص ۱۲۱۔

۳۔ ایضاً، ص ۱۳۲۔

ایک عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ چاند کی فضیلت دوسرے تمام ستاروں پر (سنن ابوداود و ترمذی)

کام ان کے جانشینوں اور حاکم طبقہ کا تھا، انہوں نے مقاصد قیام پاکستان کو کس حد تک پیش نظر رکھا اور ملک کو ایک فلاحی اسلامی ریاست بنانے کے سلسلہ میں کیا اقدامات کئے، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آج تک پاکستان ایک صحیح اسلامی ریاست نہیں بن سکا۔

یہ بات انتہائی افسوسناک ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں یہ طے کرنے میں انیس ماہ کا عرصہ صرف اس بحث کی نذر ہوگیا کہ پاکستان کا نظامِ حکومت کیا ہوگا، اور شدید ردو کد کے بعد بالآخر یہ طے پایا کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہوگی، اس سے بھی تکلیف دہ بات یہ ہے کہ پاکستان کو اسلامی ریاست قرار دیئے جانے کے باوجود اس کا کوئی دستور اسلامی نہ بن سکا، آٹھ سالہ جدوجہد کے بعد اس کا پہلا دستور ۱۹۵۶ء میں منظور ہوا جو اپنے کامل نفاذ سے قبل ہی معطل کردیا گیا، اس کے بعد ۱۹۶۲ء کا آئین بھی مارشل لاء کی نذر ہوگیا۔

پاکستان میں دستور سازی کی تاریخ جتنی طویل ہے اتنی ہی پاکستان کے دساتیر کو اسلامی بنانے کی جدوجہد کرنے والوں کی داستان بھی، بدقسمتی سے قیامِ پاکستان سے لے کر طویل عرصہ تک اسلام دشمن قوتوں کی طرف سے یہ کوششیں جاری رہیں کہ اس ملک میں سیکولر نظام حکومت قائم ہو اور اسلامائزیشن کے عمل کو اس قدر طول دیا جائے کہ یہ کبھی بھی روبعمل نہ آسکے، پاکستان کے کسی بھی دستور کو لے لیجئے سب کے سب Compromised Documents ہی محسوس ہوتے ہیں، کوئی بھی دستور کھلے دل سے ملک کو ایک حقیقی اسلامی نظریاتی ریاست بناتا ہوا نظر نہیں آتا۔ اسلامائزیشن کے عمل سے ان دساتیر میں ایسا بھونڈا مذاق کیا گیا کہ کبھی تو ملک میں نفاذِ اسلام سے متعلق حصہ کو دیباچہ میں رکھا گیا اور کبھی صرف پالیسی کے بنیادی اصولوں تک محدود کردیا گیا لیکن کسی بھی دستور کے نافذ العمل حصہ میں اسلامائزیشن کا کوئی ذکر نہیں رہا، یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں نفاذِ شریعت کا عمل مسلسل کئی سال تک معطل رہا، اور یہ ملک اسلام کے نظامِ عدل کے ثمرات حاصل نہ کرسکا۔

دساتیر پاکستان میں جو بعض اسلامی دفعات شامل کی گئیں وہ بھی قانون ساز اسمبلیوں میں علماء کی موجودگی، عوام کے شدید ردعمل کے خوف اور مذہبی طبقہ کے دباؤ کے باعث تھیں ورنہ جہاں تک حکومتوں یا حکمرانوں کا تعلق ہے تو ماسوائے جنرل محمد ضیاء الحق کے دور کے کسی بھی دورِ حکومت میں اسلامائزیشن اور اسلامی قانون سازی پر توجہ نہیں دی گئی نتیجہ پاکستانی عدالتوں میں وہی انگریزوں کے کالے قوانین رائج رہے اور ابھی تک ان سے مکمل چھٹکارا نہیں مل سکا۔

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابو عبید) ☆☆☆